JQSS
ISSN(p): 2790-5632
ISSN(e): 2790-5640
www.jqss.org

JQSS Vol: 01, Issue: 02, July-Dec-2021

Page:45-56

ربوٰ کی قسمیں اور اس کا حکم: ایک تحقیقی مطالعہ

A Research Study of Riba, types and its Order

Dr. Shabana Qazi
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Baluchistan
Syed Jamal Shah
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, University of Baluchistan

Abstract:

Allah Almighty created man, blessed him with life and wealth and then taught him through the prophets how to live and use wealth properly, because on the Day of Judgment he will have to give an account of all his blessings and with the rest of the blessings especially regarding wealth. The answer has to be given as to where he earned it from, what his resources were and where he spent it. Nevertheless, in the present age, such a race for wealth has started that most people do not care whether this wealth comes from halal resources or from haraam resources, but people have now given different names to haraam resources. In this regard, public interest is found in the highest interest, such as the deadly and dangerous sin, although most of the major problems and corruption in society are due to usury. The purpose is to discuss usury. This is so that everyone, especially the general public, is aware of its toxic effects, which is why this research article that's why, we have mentioned the background of Ribbah in detail, with strong arguments from the Quran and Hadith, its prohibition so that no one has any doubt about its explicit prohibition, and finally we have clarified the difference between usury and trade which It is usually a response to a baseless objection by the liberal class.

Key words: *Corruption, Types, Order, Arguments, Prohibition, Usury, Trade.*

CC BY

ربوٰ کی قسمیں اور اس کا حکم: ایک تحقیقی مطالعہ

تعارف!

اللہ تعالی نے انسان کو پیدا فرمایا، اسے زندگی اور مال کی نعمت دی اور پھر پیغمبروں کے ذریعے زندگی گزارنے اور مال کو صحیح استعمال کرنے کا طریقہ سکھایا، کیونکہ کل روزِ جزاء اسے اپنی ہر نعمت کا حساب دینا ہوگا اور باقی نعمتوں کے ساتھ خصوصا مال کے متعلق بھی جواب دینا ہوگا کہ کہاں سے کمایا، وسائل کیا تھے اور کہاں خرچ کیا، اس کی نزاکت کے پیش نظر آپ ﷺ نے اس کو فتنہ، دھوکے کا سامان اور دنیوی زینت کی چیز قرار دی تاکہ لوگ اس عارضی نعمت کی وجہ سے اپنی ابدی زندگی برباد نہ کرے لیکن اس کے باوجود عصر حاضر میں حصول مال کے لئے ایسی دوڑ شروع ہوگئی ہے کہ اکثر لوگ اس کا اہتمام نہیں کرتے کہ یہ مال حلال وسائل سے آرہا ہے یا حرام وسائل سے بلکہ لوگوں نے اب تو حرام وسائل کو بھی مختلف نام دے کر اپنے لئے جائز سمجھنا شروع کردیا ہیں، اس حوالے سے عوام الناس کا ابتلائے عام سب سے زیادہ سود جیسے مہلک اور خطرناک گناہ میں پایا جاتا ہے، حالانکہ معاشرے میں اکثر جو بڑے مسائل اور فساد پیدا ہو رہے ہیں ان سب کی بنیادی وجہ سود ہی ہے۔ ربا پر بحث کرنے سے مقصود یہی ہے تاکہ ہر عام وخاص اس کے زہریلے اثرات سے باخبر رہے، اسی وجہ سے اس تحقیقی مضمون میں ہم نے ربا کے پس منظر و پیش منظر، قرآن وحدیث کے مظبوط دلائل سے اس کی حرمت کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے تاکہ کسی کو اس کی صریح حرمت پر کوئی شک نہ رہے اور آخر میں سود اور تجارت کے درمیان فرق بھی واضح کیا ہے جو عام طور پر لبرل طبقے کی طرف سے ایک بے بنیاد اعتراض کا جواب ہے۔

ربا کا تاریخی پس منظر

اسلام سے پہلے عرب میں ربا کا تصور یہ تھا کہ اگر کوئی قرض لیتا اور وقت پر واپس نہ کرتا تو اس کو وہ معاوضہ دگنا کرکے واپس دینا ہوتا تھا اور اگر پھر بھی وقت پر واپس نہ کرتا تو اس کو پھر وہ معاوضہ اور بھی دگنا کرکے واپس کرنا پڑتا تھا چاہے وہ پیسوں کی صورت میں ہو یا مال ومتاع یا کسی ساز وسامان کی صورت میں، جب بھی قرض دیا جاتا تھا تو وقت اور مقدار کا تعین پہلے سے کر لیا جاتا تھا۔ ربا کو دین میں سختی سے منع کیا گیا ہے، قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں بھی بہت سی جگھوں پر ربا کی حرمت کو ثابت کیا گیا ہے۔

ربا کی لغوی تحقیق

ربا کا لغوی معنی: اردو زبان میں سود، بڑھوتری اور زیادتی کو کہتے ہے۔ انگریزی میں اس کے لئے Interest اور Usury جیسے الفاظ استعمال ہوتے ہے۔

ربا کو الربا اور الربوٰ دونوں طرح لکھا جاتا ہے علامہ عینی نے ”شرح المھذب“ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ربا کو واؤ کے ساتھ بھی لکھ سکتے ہے تفخیم کرکے صلوٰۃ اور زکوٰۃ کی طرح اور واو جمع کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے آخر میں الف بھی بڑھاتے ہے یا معروف طریقے پر تلفظ کا خیال رکھتے ہوئے صرف الف کے ساتھ لکھنا بھی صحیح ہے۔ ربا کے لیے اردو میں " سود " کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے لیکن یہ مکمل طور پر ربوٰ کی حقیقت کو بیان نہیں کرتا کیونکہ لغت میں ربا کے معانی زیادتی، بڑھوتری اور بلندی ہیں، علامہ زبیدی لکھتے ہیں کہ علامہ راغب اصفہانی نے کہا ہے اصل مال پر زیادتی کو ربا کہتے ہیں اور زجاج نے کہا ہے کہ ربا کی دو قسمیں ہیں: ایک ربا حرام ہے اور دوسرا حرام نہیں ہے۔ ربا حرام ہر وہ قرض ہے جس میں اصل رقم سے زیادہ وصول کیا جائے یا اصل رقم پر کوئی منفعت لی جائے اور ربا غیر حرام یہ ہے کہ کسی کو ہدیہ دے کر اس سے زیادہ لیا جائے۔ اور امام راغب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”راس المال پر جو زیادتی ہو وہ ربا ہے لیکن شرع میں وہ اس زیادتی کے ساتھ مخصوص ہے جو ایک خاص ہی طریقہ پر ہو اور دوسری طرح نہ ہو۔“ تفسیر ماجدی میں ہے: ”اہل عرب اس لفظ کو اس زائد رقم کے لیے استعمال کرتے تھے جو قرض خواہ اپنے قرض دار سے مہلت کے معاوضہ میں وصول کرتا تھا۔

ربا کے لغوی معنی کے متعلق علامہ فخر الدین رازی اپنی مشہور تفسیر "مفاتیح الغیب" میں لکھتے ہیں:

> **"الربا في اللغة عبارة عن الزيادة يقال: ربا الشيء يربو ومنه قوله اهتزت وربت 1 أي زادت، وأربى الرجل إذا عامل في الربا، ومنه الحديث «من أجبى فقد أربى» أي عامل بالربا، والإجباء بيع الزرع قبل أن يبدو صلاحه، هذا معنى الربا في اللغة".**
>
> ترجمہ: ربا، لغت میں اضافہ اور زیادتی کو کہتے ہے، کسی شئ کا ربا اس کی بڑھوتری ہے اور اسی سے یہ آیت بھی ہے کہ زمین شاداب ہوتی ہے اور ابھرنے لگتی ہے یعنی زمین کا ابھرنا اس کا زیادہ ہوجانا ہے اور جب کوئی سود کا معاملہ کرے تو ربا کا لفظ استعمال ہو کر اربی الرجل کہا جاتا ہے، اسی نسبت سے حدیث میں آتا ہے، جس نے کھیتی پکنے سے پہلے فصل فروخت کیا تو اس نے سود کا معاملہ کیا، لغت میں ربا کا یہی معنیٰ ہے۔[2]

اسی طرح علامہ قرطبی رحمہ اللہ ربوٰ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

"والربا في اللغة الزيادة مطلقا، يقال: ربا الشئ يربو إذا زاد، ومنه الحديث: "فلا والله ما أخذنا من لقمة إلا ربا من تحتها" يعني الطعام الذي دعا فيه النبي صلى الله عليه وسلم بالبركة، خرج الحديث مسلم رحمه الله".

ترجمہ: اور سود لغت میں مطلقا زیادتی کو کہتے ہے، کسی چیز کی بڑھوتری جب وہ زیادہ ہو جائے تو اسے ربا کہا جاتا ہے اور اسی نسبت سے اس حدیث میں آتا ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کھانے کے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی، پس اللہ کی قسم ہم نے کوئی لقمہ نہیں لیا مگر نیچے سے اضافہ ہی ہوتا گیا، امام مسلمؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔[3]

ربوٰ کا اصطلاحی معنی: خرید و فروخت میں وہ مشروط اضافہ جو بغیر کسی عوض کے حاصل ہو۔

ربوٰ کی اصطلاحی تعریف: علامہ ابن نجیم مصریؒ فرماتے ہے:

"الربا شرعا عبارة عن عقد فاسد، وإن لم يكن فيه زيادة لأن بيع الدرهم بالدرهم نسيئة ربا، وإن لم يتحقق فيه زيادة."

ترجمہ: ربا اصطلاح شریعت میں یہ سرے سے ایک فاسد معاملہ ہے اور اگرچہ اس میں اضافے کی بات نہ ہو تب بھی یہ فاسد ہی رہے گا کیونکہ معاملہ ایک درھم کا درھم کے بدلے ادھار کی صورت میں ربا ہے باوجود اس کہ زیادتی ثابت نہ ہو۔[4]

علامہ بدرالدین عینیؒ فرماتے ہے

"الربا في الشرع فضل مال بلا عوض في معاوضة مال بمال."

وفي "المبسوط": الربا فضل خال عن العوض المشروط في البيع.

وقال علماؤنا: هو نوع بيع فيه فضل مستحق لأحد المتعاقدين خال عما يقابله من عوض شرط في هذا العقد، وعلى هذا سائر أنواع البيوع الفاسدة من قبيل الربا، وفي جميع المعلوم الربا شرعا عبارة عن عقد فاسد وإن لم يكن زيادة.

ترجمہ: ربا اصطلاح شریعت میں ایک مال کا دوسرے مال کے ساتھ تبادلہ کے دوران وہ اضافی مال جو بغیر عوض کے حاصل ہو۔

اور "مبسوط" میں ربا کی تعریف یوں ہے کہ ربا وہ اضافہ جو بغیر عوض کے بیع میں لازم کیا گیا ہو، بعض علماء فرماتے ہے یہ ایک قسم کی ایسی بیع ہے جس میں متعاقدین میں سے کسی ایک کے لئے زیادتی کو لازم کیا گیا ہو بیع میں اور وہ زیادتی بغیر کسی عوض کے ہو، اور اس قسم کے سارے بیوع فاسدہ ربا کے قبیل میں سے ہیں اور تمام علوم کے اندر ربا اصطلاح شریعت میں ایک عقد فاسد کا نام ہے اگرچہ اس میں زیادتی کو لازم نہ کیا گیا ہو۔[5]

ربا کی قسمیں

ربا کی دو قسمیں ہیں: 1) ربا النسیئہ 2) ربا الفضل

ربا النسیئہ (اس کو ربا القرآن بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کو قرآن مجید نے حرام کیا ہے) اور ربا لفضل (اس کو ربا الحدیث بھی کہتے ہیں) ربا الفضل یہ ہے کہ ایک جنس کی چیزوں میں دست بدست زیادتی کے عوض بیع ہو، مثلا چار کلو گرام گندم کو نقد آٹھ کلو گرام گندم کے عوض فروخت کیا جائے۔

ربا النسیئہ:

"ربا النسیئہ" کی صحیح اور واضح تعریف امام رازی نے کی ہے، لکھتے ہیں:

"ربا النسیئہ زمانہ جاہلیت میں مشہور تھا، وہ لوگ اس شرط پر قرض دیتے تھے کہ وہ اس کے عوض ہر ماہ (یا ہر سال) ایک معین رقم لیا کریں گے اور اصل رقم مقروض کے ذمہ باقی رہے گی؛ مدت پوری ہونے کے بعد قرض خواہ؛ مقروض سے اصل رقم کا مطالبہ کرتا اور اگر مقروض اصل رقم ادا نہ کر سکتا تو قرض خواہ مدت اور سود دونوں میں اضافہ کر دیتا؛ یہ وہ ربا ہے جو زمانہ

جاہلیت میں رائج تھا۔ قرآن پاک میں ربا النسیئہ کو ربٰو القرآن بھی کہا گیا ہے، اس میں ایک مخصوص مقدار کی رقم طے کی جاتی ہے جو قرض دار کو قرض واپس کرتے وقت اس کو دینی ہوتی ہے۔

ربا الفضل:

ربا کی دوسری قسم جسے ربا الحدیث بھی کہا جاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک جیسی اشیاء کا تبادلہ جن کا وزن اور مقدار برابر نہ ہو مثل گندم کے بدلے گندم۔

"عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ (ﷺ) قَالَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَ الْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَ التَّمْرُ بِالتَّمْرِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَ الْبُرُّ بِالْبُرِّ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَ الْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَ الشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ مِثْلًا بِمِثْلٍ فَمَنْ زَادَ أَوْ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى بِيعُوا الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْتُمْ يَدًا بِيَدٍ وَ بِيعُوا الْبُرَّ بِالتَّمْرِ كَيْفَ شِئْتُمْ يَدًا بِيَدٍ وَ بِيعُوا الشَّعِيرَ بِالتَّمْرِ كَيْفَ شِئْتُمْ يَدًا بِيَدٍ

"حضرت عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا سونے کے بدلے سونا برابر بیچو اور اسی طرح چاندی کے عوض چاندی، کھجور کے بدلے کھجور، گیہوں کے بدلے گیہوں، نمک کے بدلے نمک اور جو کے عوض جو برابر فروخت کرو جس نے زیادہ لیا یا دیا، اس نے سود کا معاملہ کیا، پس سونا چاندی کے عوض، گیہوں کھجور کے عوض اور جو کھجور کے بدلے جس طرح چاہو فروخت کرو بشرطیکہ ہاتھوں ہاتھ ہو"[6]

الأول فالربا في عرف الشرع نوعان: ربا الفضل، وربا النساء.

(أما) ربا الفضل فهو: زيادة عين مال شرطت في عقد البيع على المعيار الشرعي، وهو الكيل، أو الوزن في الجنس عندنا وعند الشافعي هو: زيادة مطلقة في المطعوم خاصة عند اتحاد الجنس خاصة.

(وأما) ربا النساء فهو فضل الحلول على الأجل، وفضل العين على الدين في المكيلين، أو الموزونين عند اختلاف الجنس، أو في غير المكيلين، أو الموزونين عند اتحاد الجنس عندنا وعند الشافعي - رحمه الله - هو فضل الحلول على الأجل في المطعومات، والأثمان خاصة.

ترجمہ: ربا شریعت کی اصطلاح میں دو قسم پر ہے ربا الفضل اور ربا النسیہ

ربا الفضل وہ شرعی معیارات میں متعین مال کا اضافہ ہے جو بیع میں مشروط کیا گیا ہو، شرعی معیارات میں سے احناف کے نزدیک جنس میں پیمانہ اور وزن کا برابر ہونا اور شوافع کے نزدیک مطلقا زیادتی کا ہونا خصوصاً کھانے کی چیزوں میں جب کہ جنس متحد ہو۔

ربا النسیہ وہ اضافہ ہے جولازم ہو متعینہ مدت دینے کی وجہ سے یعنی قرض کی وجہ سے عین کا اضافہ پیمائش والی چیزوں میں اور وزنی چیزوں میں جب کہ جنس مختلف ہو یا مکیلی اور موزونی کے علاوہ اشیاء میں جب کہ جنس ایک ہو اور امام شافعیؒ کے نزدیک ربا النسیہ مطلق وہ اضافہ جو مطعومات میں ہو یا خاص طور سے ثمن والی اشیاء میں۔[7]

ربا کی علتیں

حنفیہ کے نزدیک امام

علامہ ذحیلیؒ اپنی کتاب میں فرماتے ہے:

استدل الحنفية على أن علة الربا هي الكيل أو الوزن: بأن التساوي أو المماثلة في العوضين شرط في صحة البيع، وحرمة الربا لوجود فضل مال خال عن العوض۔

ترجمہ: علامہ ذحیلیؒ فرماتے ہے کہ احناف نے سود کی حرمت کو اس طرح استدلال کرکے واضح کیا ہے کہ سود کی اصل علت پیمانہ اور وزن ہے کیونکہ خرید و فروخت کی درستگی کے لئے عوضین میں ان دونوں کی پوری برابری اور مماثلت ضروری ہے وگرنہ تھوڑا سا بھی اضافہ وہ بلامعاوضہ کہلائے گا جو کہ سود ہے۔[8]

اسی طرح علامہ ابن الھمام اپنی کتاب میں فرماتے ہے:

لأن علة الربا عندنا الكيل مع الجنس، أو الوزن مع الجنس، وعند الشافعي الطعم في المطعومات والثمنية في الأثمان، ففي بيع الحفنة بالحفنة متفاضلا لا يوجد الربا عندنا لعدم وجود علته فلا يحرم ذلك البيع وأما عند الشافعي فيوجد فيه الربا لوجود علته فيحرم۔

ترجمہ: اس لئے کہ علت ہمارے نزدیک پیمانہ یا وزن میں ہم جنس ہونا ہے اور شوافع کے نزدیک مالیت اور اشیائے خوردنی ہے، تو اسی لئے ایک مٹھی بھر کا مٹھی بھر کے ساتھ زیادتی میں بھی خرید و فروخت جائز ہے یہ ہمارے نزدیک سود نہیں ہے کیونکہ اس میں احناف کا مذکورہ علت نہیں پایا جاتا، تو یہ حرام بھی نہیں اور رہی بات شوافع کے تو ان کے نزدیک (طعم) یعنی اشیائے خوردنی والی علت پائے جانے کی وجہ سے یہ سود ہے لہٰذا حرام ہوگا۔[9]

شوافع کے نزدیک:

علامہ ذحیلیؒ فرماتے ہے:

علة الربا عند الشافعية هي: الطعم أو النقدية؛ أما ما ليس بطعم كالجبس أو الحديد والأقمشة وغيرها من كل ما يباع كيلاً أو وزناً، فإنه يصح بيعه بجنسه متفاضلاً، كعروض التجارة، لأنها أي المذكورة كلها ليست أثماناً. وما كان في الغالب قوتاً لغير الآدميين، لا يحرم الربا فيه.

ترجمہ: شوافع کے نزدیک ربا کی علت اشیائے خوردن اور نقدی یعنی بطور قیمت استعمال والے مال کا ہونا ہے اور اگر وہ اشیاء بیچی گئی جن میں یہ طعم والی علت نہیں تو ان اشیاء میں سود نہیں مثلاً چونا، لوہا اور گھریلو سامان یا ہر وہ چیز جسے بطور پیمائش اور وزن کے بیچا جائے تو اس میں زیادتی کے ساتھ بھی خرید و فروخت جائز ہے۔ جیسے تجارتی سامان وغیرہ کیونکہ جتنے بھی سامان ہیں بطور قیمت انہیں استعمال نہیں کیا جاتا، باقی اشیائے خوردن میں اگر کم سے کم مقدار جو دو آدمیوں کے لئے بھی کافی نہ ہو تو اس میں سود جائز ہے کمی و زیادتی کے ساتھ مبادلہ کرسکتے ہے۔

ودليلهم: أن الحكم إذا علق باسم مشتق دلّ على أن المعنى الذي اشتق منه الاسم هو علة الحكم، مثل قوله سبحانه: {والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما} [المائدة: 5/38] ففهم أن السرقة هي علة قطع اليد، وإذا كان هذا هو المقرر، فقد جاء من حديث معمر بن عبد الله أنه قال: كنت أسمع رسول الله صلّى الله عليه وسلم يقول: «الطعام بالطعام مثلاً بمثل» (1) فتبين أن الطُّعم هو علة الحكم، لأن الطعام مشتق من الطعم، فهو يعم المطعومات، وهذا وصف مناسب، لأنه ينبئ عن زيادة الخطر (أي الأهمية) في الأشياء الأربعة التي نص عليها الحديث؛ لأن حياة النفوس بالطعام. وكذلك الثمنية معنى مناسب، لأنه ينبئ عن زيادة خطر، وهو شدة الحاجة إلى النقدين (الذهب والفضة) أو ما يقوم مقامهما من النقود الورقية، بحسب التخريج والتصحيح الذي رأيته، خلافاً للمعتمد في المذهب الشافعي في العرف الماضي.

امام شافعیؒ اپنی مسلک پر مستقل دلیل پیش فرمارہے ہے کہ حکم جب معلق ہو اسم مشتق کے ساتھ تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ یہی اس کی علت ہے۔ جیسے قرآن میں ہے " والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما" چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت ان دونوں کی سزا یہ ہے کہ ان کے ہاتھ کاٹو) تو معلوم ہوا کہ چوری ہی ہاتھ کاٹنے کی علت ہے اور جب کہ یہ بات متعین ہے تو ایسے ہی معمر بن عبد اللہ والی حدیث میں آئی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے خود آپ ﷺ سے سنا وہ فرمارہے تھے «الطعام بالطعام مثلاً بمثل» کھانا کھانے کے بدلے بیچنا جائز نہیں مگر برابر برابر تو پتہ چلا کہ طعم یعنی کھانا ہی علت ہے کیونکہ طعم مشتق ہے طعام سے جو کھانے کو کہتے ہے تو یہ سارے اشیائے خوردنی پر مشتمل ہے اور اس لئے بھی کہ اس کی اہمیت زیادہ ہے زیادہ استعمال ہونے کی وجہ سے کیونکہ اسی سے انسان کی زندگی ہے۔ امام شافعیؒ اپنے دوسری علت کے لئے بھی دلیل پیش کرتے ہے کہ دوسری علت ثمنیت یعنی کسی شی بطور قیمت استعمال ہونا جو شی بطور قیمت استعمال ہو جیسے سونا، چاندی یا جو اس کے قائمقام ہو، درھم دنانیر، سکے اور فلوس وغیرہ تو یہ سب چونکہ ان کی طرف انسان کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے کثرت استعمال کی وجہ سے، اس وجہ سے امام شافعیؒ دوسری علت کی تشریح اس طرح کرتے ہے۔[10]

ربا کا حکم

ربا حرام ہے، اس کی حرمت قرآن وحدیث دونوں سے ثابت ہے۔

قرآن کی روشنی میں

قرآن پاک کی کل 12 آیات میں ربا کے متعلق ذکر آیا ہے یہاں ان میں سے تین آیتیں تشریح وتفسیر کے ساتھ پیش کرینگے۔

پہلی آیت

قرآنِ مجید کی "سورۃ الروم" میں اللہ رب العزت نے فرمایا ہے:

"وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاۡ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ"۔

"ترجمہ: اور جو مال تم سود پر دیتے ہو تاکہ (تمہارا اثاثہ) لوگوں کے مال میں مل کر بڑھتا رہے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھے گا اور جو مال تم زکوٰۃ (وخیرات) میں دیتے ہو (فقط) اللہ کی رضا چاہتے ہوئے تو وہی لوگ (اپنا مال عند اللہ) کثرت سے بڑھانے والے ہیں۔[11]

تفسیر

اس آیت کی تفسیر میں علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ

"وما آتيتم من ربا ليربوا في أموال الناس فلا يربوا عند الله وما آتيتم من زكاة تريدون وجه الله فأولئك هم المضعفون (39) ذكر هذا تحريضا يعني أنكم إذا طلب منكم واحد باثنين ترغبون فيه وتؤتونه وذلك لا يربوا عند الله والزكاة تنمو عند الله كما أخبر النبي عليه الصلاة والسلام: «إن الصدقة تقع في يد الرحمن فتربوا حتى تصير مثل الجبل» فينبغي أن يكون إقدامكم على الزكاة أكثر".12

ترجمہ: یہ بات ابھارنے کی غرض سے بیان کی گئی کیونکہ یہ بات تمہیں خوش کرتی ہے کہ کوئی ایک کے بدلے دو دیدیں تو تم اس میں رغبت کرتے ہو اور وہاں اپنا مال لگانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہو لیکن یہ محض تمھارے نزدیک مال کی بڑھوتری ہے اللہ کے نزدیک نہیں لیکن زکوٰۃ کی بات ایسی نہیں بلکہ وہ اللہ کے نزدیک مسلسل بڑھ رہا ہوتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے خبر دی کہ یقیناً صدقہ رحمٰن کے ہاتھ جاتا ہے تو وہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے تو مومن کو چاہیے کہ ہمیشہ زکوٰۃ کی جانب گامزن رہے۔

دوسری آیت

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ص وَّ اتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ" (آل عمران: 130)

ترجمہ: اے ایمان والو! دو گنا اور چو گنا کر کے سود مت کھایا کرو اور اللہ سے ڈرا کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔[13]

تفسیر

"يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَأْكُلُوا الرِّبَوا أَضْعافاً مُضاعَفَةً هذا نهي عن الربا مع التوبيخ بما كانوا عليه في الجاهلية من تضعيفه، كان الرجل منهم إذا بلغ الدّين محله يقول: إما أن تقضي حقي أو تربي وأزيد في الأجل. وفي ندائهم باسم (الإيمان) إشعار بأن من مقتضى الإيمان وتصديقه ترك الربا. وقد تقدم في البقرة من المبالغة في النهي عنه ما يروع من له أدنى تقوى. يوجب، لمن لم يتركه وما يقاربه، الضمان"

ترجمہ: یہ سود کی ممانعت سختی کے ساتھ اس سبب سے تھا کہ جاہلیت کے زمانے میں اس قسم کا سود ہوتا تھا، اس کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص جب اس کے قرضے کا معینہ مدت پہنچ جاتا تو وہ مقروض سے کہتا کہ یا تو میرے قرض واپس کر دے یا اضافہ کے ساتھ دے اور معینہ مدت میں اضافہ کروں گا۔ مزید اس آیت میں سود چھوڑنے کو ایمان کا مقتضیٰ بتایا گیا ہے اور اسی وجہ سے سورۃ بقرۃ میں اس کو تقدماً ذکر کیا گیا تاکہ ہر وہ شخص اس سے ڈرے جس میں ادنیٰ درجہ تقویٰ بھی ہو اور اس پر زمان لازم ہے جو اس کے قریب ہوتا رہے اور اس کو نہ چھوڑے۔[14]

تیسری آیت

"اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ط ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا م وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ط فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰی فَلَهٗ مَا سَلَفَ ط وَاَمْرُهٗٓ اِلَی اللّٰہِ ط وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ۔

ترجمہ: جو لوگ سُود کھاتے ہیں وہ (روزِ قیامت) کھڑے نہیں ہو سکیں گے مگر جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان (آسیب) نے چھو کر بدحواس کر دیا ہو، یہ اس لیے کہ وہ کہتے تھے کہ تجارت (خرید و فروخت) بھی تو سود کی مانند ہے، حالانکہ اللہ نے تجارت (سوداگری) کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کیا ہے، پس جس کے پاس اس کے رب کی جانب سے نصیحت پہنچی سو وہ (سود سے) باز آگیا تو جو پہلے گزر چکا وہ اسی کا ہے اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جس نے پھر بھی لیا سو ایسے لوگ جہنمی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔[15]

تفسیر

لما ذكر تعالى الأبرار المؤدين النفقات، المخرجين الزكوات، المتفضلين بالبر والصلات لذوي الحاجات والقرابات في جميع الأحوال والآنات، شرع في ذكر أكلة الربا وأموال الناس بالباطل وأنواع الشبهات، فأخبر عنهم يوم خروجهم من قبورهم وقيامهم منها إلى بعثهم ونشورهم، فقال: {الذين يأكلون الربا لا يقومون إلا كما يقوم الذي يتخبطه الشيطان من المس} أي: لا يقومون من قبورهم يوم القيامة إلا كما يقوم المصروع حال صرعه وتخبط الشيطان له؛ وذلك أنه يقوم قياما منكرا. وقال ابن عباس: آكل الربا يبعث يوم القيامة مجنونا يخنق۔

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے نیک بندوں اور خرچ کرنے والوں کا ذکر کیا اور جو زکوۃ ادا کرنے والے، نیکی اور رشتہ داریوں کو ترجیح دینے والے ضرور تمندوں اور قرابت داروں کو تمام حالات واحوال میں فضیلت دینے والوں کا ذکر کر کے اب سود کھانے والوں، لوگوں کے اموال کو باطل طریقے سے ہڑپ کرنے اور مشتبہ اشیاء کے اقسام کے ذکر کو شروع فرمایا پس ان کے قبروں سے اٹھائے جانے، ان کے حشر ونشر کے بارے میں بتایا تو فرمایا: وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن اپنے قبروں سے ایسے اٹھے گے جیسے شیطان نے انہیں چھو کر پاگل کر دیا ہو یعنی وہ اپنے قبروں سے نہیں اٹھے گے مگر اس شخص کی طرح جس کو مرگی کا دورہ پڑا ہو اور اس مرگی کے ہوتے ہوئے وہ کھڑا ہو جائے اور شیطان اسے چھوئے اور یہ اس وجہ سے کہ وہ منکر طریقے سے کھڑا ہو گا اور اس بارے میں ابن عباس نے فرماتے ہے کہ سود کھانے والا قیامت کے دن ایسا مجنون بن کہ اٹھے گا جس کا گلہ گھونٹا گیا ہو۔[16]

احادیث کی روشنی میں

قرآن کے بعد سنت رسول ﷺ چونکہ دوسرا ماخذ ہے اس لئے بیشتر احادیث میں، ربا سے متعلق قرآن مجید کے احکامات بیان فرمائے ہیں:

پہلی حدیث

عن أبي سعيد الخدري، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا تبيعوا الذهب بالذهب، إلا مثلا بمثل، ولا تشفوا بعضها على بعض، ولا تبيعوا الورق بالورق، إلا مثلا بمثل، ولا تشفوا بعضها على بعض، ولا تبيعوا منها غائبا بناجز

تشریح

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سونے کو سونے کے بدلے فروخت مت کرو مگر برابر برابر اور بعض کا بعض کے ساتھ بڑھوتری کر کے بھی فروخت مت کرو اور اسی طرح چاندی کا چاندی کے بدلے زیادتی کے ساتھ بیچنا منع ہے مگر برابر، برابر اور ان میں سے موجود حاضر چیز کو غائب کے ساتھ فروخت کرنا بھی منع ہے اس لئے کہ یہ اشیائے ستہ (سونا، چاندی، کھجور، گندم، جو اور نمک) میں سے ہے جن کے بارے میں بہت ساری روایات میں یہ بات ثابت ہو چکی ہیں کہ ان میں سے کسی کو بھی تھوڑی سی کمی بیشی کے ساتھ بھی فروخت کرنے کی شرعا اجازت نہیں یہاں تک کہ مجلس بھی ایک ہونا چاہیے، ادھار بھی جائز نہیں۔[17]

دوسری حدیث

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنِ الْجُلَاحِ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنِي حَنَشٌ الصَّنْعَانِيُّ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ نُبَايِعُ الْيَهُودَ الْأُوقِيَّةَ مِنَ الذَّهَبِ بِالدِّينَارِ، قَالَ: غَيْرُ قُتَيْبَةَ بِالدِّينَارَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ - ثُمَّ اتَّفَقَا - فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ»

تشریح

فضالہ بن عبید کہتے ہے کہ خیبر کے دن ہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے، ہم یہودیوں سے دینار اور سونے چاندی کا مبادلہ خرید و فروخت سے اس طور پر کرواتے تھے کہ ایک رطل سونے کا ایک، دو یا تین دینار کے بدلے میں دیتے تو دونوں کسی بات پر باہم راضی ہو جاتے، اب چونکہ دینار بھی سونا اور دوسری جانب سے بھی خالص سونا ہے تو یہ سود ہو جاتا تو اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا: کہ سونے کو سونے کے بدلے مت بیچو مگر وزن کر کے کیونکہ یہ وزنی چیزیں ہے تو اس لئے تو پورا پورا وزن برابر ہونا چاہیے۔[18]

ایک اعتراض کا جواب:

بعض آزاد خیال لوگ یہ سمجھتے کہ جو معاملہ سود کا ہے وہی معاملہ خرید و فروخت کا بھی ہے تو سود کیونکر حرام ہے، اسی لئے لئے ذیل میں ربا اور بیع میں فروق بیان کر رہے ہیں تاکہ یہ بات واضح ہو دونوں میں فرق ہے تبھی تو حکم میں بھی فرق ہے۔

سود اور تجارت میں فرق:

(1) تجارت اور عام لین دین میں نفع و نقصان دونوں کا امکان رہتا ہے جب کہ سود میں اس اضافی نفع کا یقین ہوتا ہے کسی رسک کا اندیشہ نہیں ہوتا۔

(2) خرید و فروخت سے لوگوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں، جب کہ سود کے ذریعے اشیاء مزید مہنگے ہو جاتے ہیں، کیونکہ سود لینے والے لوگوں کی ضرورت کو دیکھ کر ان اشیاء کو مہنگا کرتے ہیں۔

(3) سود کے نتیجے میں لوگوں میں جھگڑہ، بغض اور حسد پیدا ہوتا ہے لیکن تجارت کے اندر ان میں سے کوئی چیز نہیں کیونکہ اس میں قیمت اور مال، مساوات اور عدل پر مبنی ہوتے ہیں۔

(4) کاروبار اور تجارتی لین دین میں فریقین کے لئے آپس میں ہمدردی پیدا ہوتی ہے جب کہ سود کی صورت میں محض سود لینے والے اپنا کا مفاد ہوتا ہے۔

(5) تجارت میں عام طور سے فریقین کو نفع ہوتا ہے تو قومی پیداوار میں ترقی ہوتی ہے جب کہ سود میں کرنسی کی قیمت گرتی رہتی ہے تو قومی خزانہ بجائے ترقی کے تنزلی کی طرف جاتا ہے۔[19]

نتیجہ بحث

خلاصہ کلام یہ نکلا کہ مذکورہ آیات واحادیث اور ائمہ کے دلائل متفقہ طور پر سود کی حرمت کو بیان کرتے ہیں اور سود ایک ایسی لعنت جو تمام برائیوں کی جڑ ہے اسی لئے اس بحث میں اس کے اقسام، حکم اور حرمت کو تفصیلی دلائل سے ثابت کر کے یہ بتایا گیا سود تمام ائمہ کے نزدیک ہر دور میں حرام رہا ہے کسی بھی وقت، کسی شکل میں کوئی اس کے جواز کا قائل نہیں رہا اس لئے جس قدر ممکن ہو سکے اس عفریت سے خود بھی بچے اور امت مسلمہ کو بچانے کے لئے بھی راہ ہموار کریں کیونکہ قرآن کے مطابق سود کا لاگو ہونا مطلب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف اعلان جنگ ہے، سیرت النبی ﷺ کے مطابق سود کا عمل کبیرہ گناہ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی معاشرتی خامیاں بھی بے شمار ہیں جب ہی تو متفقہ طور پر یہ بات مسلم ہے اور سب اس کو مانتے ہیں حتی کہ جو اس میں ملوث ہیں بعض وہ افراد بھی اس کے معترف ہے کہ سود بہت سی سماجی، اقتصادی اور اخلاقی برائیوں کی جڑ ہے۔ مزید اس کی ممانعت کی ایک بڑی وجہ انسان میں لاشعوری طور پر خود غرضی، بے حسی، بے دردی، لالچ اور دولت کی خواہش جیسی بری خصلتیں جنم لیتی ہیں اور سود ایک ظلم و دھوکہ ہے جب کہ اللہ تعالی نے ان دونوں کو حرام قرار

دیا، سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اس کے مفسدات ایک فرد تک محدود نہیں رہتے بلکہ پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں لہٰذا اب ان سب خامیوں، خرابیوں کے حامل سود کو ایک فرد سے لے کر پورے معاشرے سے ختم کیا جائے۔

حوالہ جات (References)

1۔ الحج:05 *Al.Hajj:05*

2۔ رازی، اَبوعبد اللہ، محمد بن عمر بن الحسن، مفاتیح الغیب (بیروت: دار إحیاء التراث العرب، ۱۹۹۹ء) ۷:۷۲

Razi,Abu Abdullah,Muhammad bin Umer bin Alhasan,Mafatih Ul Ghaib(Bairoot: Dar Ul Ahya Alturas Arab,1999)7:72

3۔ قرطبی، اَبوعبد اللہ، محمد بن اَحمد، الجامع لأحکام القرآن (قاہرہ: دالکتب المصریۃ ۱۹۶۴ء) ۳:۳۸۴

Qartabi,Abu Abdullah ,Muhammad bin Ahmad, AlJamay liAhkam Alquran(Qahira: Dar ul kutub Almisriya,1964) 3:384

4۔ ابن نجیم مصری، زین الدین بن ابراہیم بن محمد، البحر الرائق (بیروت: دارالکتاب الاسلامیہ سن ندارد) ۶:۱۳۶

Ibne Najim Misri, Zain Uddin bin Ibrahim bin Muhammad,Albehr urraiq (Bairoot: Dar ul kutab alislamiya)6:136

5۔ بدرالدین عینی، محمود بن احمد، البنایہ شرح الھدایہ، (بیروت: دارالکتب العلمیہ، ۲۰۰۰ء) ۸:۲۶۰

Badar ud Din Ainee ,Mehmood bin Ahmad,Albanaya Sharah Hidaya(Bairoot: Dar ul kutab Alilmiya,2000) 8:260

6۔ ابوالحسین، نیشاپوری، مسلم بن حجاج، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ ﷺ (بیروت: دار احیاء تراث العربی، سن ندارد) ۳:۱۲۱۱

Abul hasan,Nishapoori,Muslim bin Hajaj, Almusnad Alsahih Almukhtasir benaqal Aladal ela Rasool leAllah S.w(Bairoot: Dar Ahya turas Alrabi) 3:1211

7۔ کاسانی، علاءالدین، اَبو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۶۸ء) ۵:۱۸۳

Kasani,Alauddin,Abu Bakar bin Masood,Bidae Asanay fi tarteeb ashraey (Bairoot: Dar ul kutab Alilmiya,1986)5:183

8۔ ذحیلی، وھبۃ بن مصطفیٰ، الفقہ الاسلامی وادلتہ (دمشق: دارالفکر، سن ندارد) ۵:۳۷۱۵

Zuhaili, wahbah bin Mustafa,Alfiqh ul Islami wa Adelatuho (Damascus: dar ul fikr) 5:3715

9۔ ابن الھمام، کمال الدین محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر (بیروت: دارالفکر، سندارد) ۱۰:۹۲

Ibn ul Hamam,Kamal ud Din Muhammad bin Abdul Wahid, Fath ul Qadeer (Bairoot: dar ul fikr) 10:92

10۔ ذحیلی، وھبۃ بن مصطفیٰ، الفقہ الاسلامی وادلتہ (دمشق: دارالفکر، سن ندارد) ۵:۳۷۱۵

Zuhaili, wahbah bin Mustafa,Alfiqh ul Islami wa Adelatuho (Damascus: dar ul fikr) 5:3715

11۔ الروم:۳۹ *Al room:39*

12۔ رازی، اَبوعبد اللہ، محمد بن عمر بن الحسن، مفاتیح الغیب (بیروت: دار إحیاء التراث العرب، ۱۹۹۹ء) ۲۵:۱۰۴

Razi,Abu Abdullah,Muhammad bin Umer bin Alhasan,Mafatih Ul Ghaib(Bairoot

: Dar Ul Ahya Alturas Arab,1999)25:104

13۔ آل عمران:130

Aal e Imran:130

14۔ قاسمی، محمد جمال الدین بن محمد، محاسن التاویل،،(بیروت: دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۸ھ)۱:۴۱۰

Qasmi,Muhammad Jamal Ud Din bin Muhammad bin Muhammad.Muhaasin Utaweel(Bairoot: Dar ul kutab Alilmiya,1418) 1: 410

15۔البقرۃ ۲۷۵

Albaqra::275

16۔ دمشقی، ابن کثیر، اسمٰعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم (دار الطیبہ: ۱۹۹۹۹ء)۱:۷۰۸

Damishqi, Ibn e Kaseer, Ismail bin Umer,Tafseer ul Quran Alazeem (Darutayyaba: 1999) 1:708

17۔ ابوالحسین، نیشاپوری، مسلم بن حجاج، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ ﷺ (بیروت: دار احیاء تراث العربی، سن ندارد)۳:۱۲۰۸

Abul hasan,Nishapoori,Muslim bin Hajaj, Almusnad Alsahih Almukhtasir benaqal Aladal ela Rasool leAllah S.w(Bairoot: Dar Ahya turas Alrabi) 3:1211

18۔ سجستانی، ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد (بیروت: مکتبۃ العصریہ صیدا، سن ندارد)۳:۲۴۹

Sajistani, Abu Dawood, Suleman bin Ashas, Sunan Abi Dawood(Bairoot: Muktabat ul Alasariya Sayda) 3:249

19۔ شوکانی، محمد بن عبداللہ، فتح القدیر (بیروت: دار ابن کثیر، ۱۴۱۴ھ)۱:۳۳۹

Shukani, Muhammad bin Abdullah , Fath ul Qadeer (Bairoot: Dar Ibn e Kaseer, 1414) 1:339